بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

- عورت کی سربراہی، علماء کی ذمہ داریاں اور لائحہ عمل
- بلوچستان اسمبلی کا قتل
- جمہوری حکومت کا پہلا تحفہ؛ مجرموں کی آزادی
- مولانا نسیم احمد فریدی کا سانحۂ ارتحال

بالآخر انتخابات کے بعد انتقالِ اقتدار کا مرحلہ اور پاکستان میں حکومت اور ریاست کے سیاسی ڈھانچے کی جمہوری تشکیل بھی بظاہر مکمل ہوگئی۔ قومی قیادت کی اہم ذمہ داریوں کی تکمیل کے آغاز سفر میں جناب غلام اسحاق خان کی محتاط و پختہ کار اور با اختیار صدارت اور بے نظیر صاحبہ کی جواں سال "مؤنث وزارت" کے درمیان باہم سازگار اور ہم آہنگ رہنے کے بظاہر عہد و پیمان بھی باندھے جاچکے ہیں۔ حکومت اور ریاست کا موجودہ سیاسی ڈھانچہ اتنا متوازن ہے کہ نہ تو کسی فریق کو مکمل احساسِ شکست سے بدحال ہونا چاہئے اور نہ دوسرے فریق کو بے لگام فتح کے نشے میں مست ہونا چاہئے اس صورت حال میں میانہ روی، اعتدال، شائستگی، قانون پسندی، پابندیٔ دستور، رواداری، اسلامی تعلیمات کی پاسداری، برداشت، مفاہمت، پُرامن بقائے باہمی اور عدل و انصاف کے اقدار اور روایات کو اگر فروغ دیا جاتا تو روشن اور پُر اعتماد مستقبل کی طرف قومی پیش رفت کی توقع بھی کی جاسکتی تھی۔

ملک کی تازہ ترین صورت حال، نئی حکومت، نئی وزارتیں، نیا نظام، نئے نعرے، نئے کردار، نئے اور کچھ پرانے چہرے قوم کے سامنے آگئے ہیں۔ اور مؤنث وزارت عظمیٰ بھی منظرِ عام پر سرِ بام آگئی ہے۔ قومی، ملکی، ملی اور بین الاقوامی سطح پر مثبت اور منفی ردِ عمل سے بھی قوم پوری طرح آگاہ ہوچکی ہے۔ ملک اور بیرونِ ملک اخبارات، رسائل، ماہناموں، ہفت روزوں اور روزناموں کے مضامین اور علماء کے خطبات جمعہ اور مواعظ حسنہ میں عورت کی سربراہی کے مسئلہ پر دینی و اسلامی اور علمی نقطۂ نظر سے واضح، قطعی، ٹھوس مواد اور مفصل دلائل و براہین کے سامنے آجانے کے بعد اب شاید ہی کوئی فرد ہو جو اس کی حقیقت اور شرعی حیثیت سے ناواقف رہ گیا ہو۔

مگر اس سب کچھ کے باوجود بعض سیاسی قائدین اور مذہبی رہنماؤں کے جانب سے بھی نظام اسلام اور شریعت سے وابستگی کے دعوؤں کے باوصف جمہوریت کی دیوی پر نچھاور ہوتے ہوئے یہاں تک کہہ دینے میں کوئی باک نہیں محسوس کی جارہی کہ "بہت سی دوسری چیزوں کی طرح ہم نے عورت کی حکومت کو بھی مجبوراً قبول کرلیا ہے۔" اور ایک محترم نے تو

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "ایسے دوسرے منکرات کی موجودگی میں گوارا تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے حق میں فتویٰ تو نہیں دیا جا سکتا"۔ مگر یاد رہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے جسے قرآن و حدیث کی نصوص اور پیغمبر انقلاب ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات پر کامل یقین ہو وہ کسی منکر کے وجود کو بطور ایک امر واقعہ اور حادثہ کے تسلیم تو کر سکتا ہے مگر اس پر اظہار پسندیدگی، اسے جمہوری یا شرعی سند جوازا اور دینی حجت فراہم کرنا یا اس کے قطعی منکر ہونے کے باوجود اس پر تسامح مداہنت، چشم پوشی یا گوارا اور محض برداشت کر لینے کی تلقین کرنا اس سے ممکن نہیں۔ حیرت ہے کہ دینِ اسلام تحریک و انقلاب اور نفاذِ شریعت کے دعووں کی دھوم اور نعروں کی گونج میں یہ لوگ منکرات کے معاملہ میں ایک مسلمان کے رویئے کے بارے میں بس گوارا اور برداشت کر لینے کی نصیحت کر کے رک جاتے ہیں اور انہیں یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ بحیثیت مسلمان کے ان کی ذمہ داریاں اس سے آگے کچھ اور بھی ہیں۔ مسلمان منکرات سے مفاہمت، مداہنت یا محض گوارا اور برداشت کرنے کو مقصدِ حیات نہیں سمجھتا۔ مسلمانوں میں تو غلبۂ اسلام اور انقلاب کی روح بے چین رہتی ہے انقلاب تجدید اور خیر و شر کی کش مکش سے قوموں کی موت و حیات کا فیصلہ ہوتا رہتا ہے کارگاہِ حیات میں جو قومیں پھونک پھونک کر قدم رکھتیں اور اپنے ہر نفس کا محاسبہ کرتی رہتی ہیں وہ زندگی کی مستحق قرار پاتی ہیں اور دنیا میں ان کا وجود فیصلہ کن طاقت بن جاتا ہے ؎

دیدہ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں　　　آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں
جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی　　　روحِ امم کی حیات کشمکشِ انقلاب

یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مسلمان جیسی غیور اور جسور قوم کی سرکردہ رہنما اور قائد ایک نوجوان خاتون بنا کر قرآنی تعلیمات، واضح نصوص اور نبوی ﷺ ہدایات سے انحراف، بغاوت اور توہین، قومی و ملی روایات پردہ نشینی سے استہزاء اور عفت و عصمت کے آبگینوں کو چوراہوں پر توڑ دیا گیا ہے عورت جو امامت کبریٰ، امامت صغریٰ، شعائر اسلام، اذان، خطبہ، عیدین، اقامت جمعہ تک کی مکلف نہیں، جس کے لئے مسجد میں اعتکاف تک ممنوع ہے جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقصات العقل والدین کہا ہے جسے طلاق کا اختیار نہیں دیا گیا حدود اور قصاص میں عورت کی شہادت کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا حقوق اور معاملات میں بھی اس کی تنہا گواہی مردوں کے بغیر تام نہیں۔ عورت کو عدالت کی قضا، وزارت کا قلمدان اور سیاست کے جھمیلوں سے بچانے کے لئے ان گراں بار ذمہ داریوں سے مستثنیٰ رکھ دیا گیا ہے۔ قتل خطا میں دیت اور تاوان بھی مرد ادا کرتے ہیں عورت پر قسامت تک کا وجوب نہیں جیسے ولایتِ نکاح تک کا اختیار نہیں۔ جن کے بارے میں واضح ارشاد ہے کہ اخروھن من حیث اخرھن اللہ اسے مسلمانوں کی ایک نظریاتی ریاست کے اقتدار اور سیاسی و قومی امور کی ولایت اور

مہار کیسے پکڑا دی گئی مسلمان قوم جس نے اب تک خون دے کر اسلامی روایات اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کی ان کے ہاتھوں عورت سربراہی کے سٹیج پر آئے اور پوری مسلمان ملت کی رسوائی اور تذلیل کا ذریعہ بنے تو یہ دینی، اسلامی، فطری اور اخلاقی اعتبار سے پوری قوم کے لئے نہایت افسوس اور شرمناک بات ہے اور ڈوب مرنے کا مقام ہے ۔

ہوئے مرکے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

ایسے ہی روز بد کے پیش آجانے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہدایت فرمائی تھی

اذا کان امورکم الی نساءکم	جب تمہارے اجتماعی معاملات عورتوں کے
فبطن الارض خیرلکم من	سپرد ہو جائیں تو (اس وقت) تمہارے لئے
ظهرها (الحديث)	زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہوگا۔

کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری حالت پر خندہ زن ہے پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے اس سانحہ تذلیل و تحقیر پر تاریخ کے اوراق میں ان کی ہزار سالہ عظمتوں کی مرثیہ خوانی کا باب قائم ہوچکا ہے۔ اور اب کہنے اور لکھنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

خلافت بغداد کی تباہی کا ماتم کرتے ہوئے مورخ کبیر علامہ ابن اثیر کوئی سال تردد رہا قلبی کیفیت کو چھپا نہ سکے اور لکھا کہ اسلام اور مسلمانوں کی خبر موت سنانا کس کو آسان ہے اور کس کا جگرہ ہے کہ ان کی ذلت و رسوائی کی داستان سنائے کاش میں پیدا نہ ہوتا کاش میں اس واقعہ سے پہلے مرچکا ہوتا اور بھولا بسرا ہو جاتا (الکامل ۳۵۸ ج ۱۲)

مگر آج کی یہ ذلت فاضحہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مسلمانوں کی پوری تاریخ کا ذلیل ترین سانحہ ہے۔

یٰلَیۡتَنِیۡ مِتُّ قَبۡلَ ھٰذَا وَ کُنۡتُ	کاش! میں اس سے پہلے مرجاتا اور بھولا
نَسۡیًا مَّنۡسِیًّا	بسرا ہوگیا ہوتا۔

بسے نادیدنی را دیدہ ام من ۔
مرا اے کاش! کہ مادر نہ زادے

اگر ضمیر و احساس ندامت ساتھ نہ دے اور غیرت کا پانی خشک ہو جانے سے آنکھیں اشکبار نہیں ہوتیں تو مرجائیے کہ ڈوب مرنے کے لئے اس سے بہتر موقع نہ پاسکو گے ۔

بہت سعی کیجئے تو مر رہیئے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

مسلمان اور عورت کی سربراہی، تو اتنی متضاد چیزیں ہیں جتنا کہ خود روشنی اور تاریکی یا ہدایت اور ضلالت، اسلام کی تاریخ میں شاذ و نادر سے بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ آج من حیث القوم ہماری ذلت و مسکنت کی انتہا ہو چکی ہے مگر اسلام کی تاریخ ایسی مثال سے نا آشنا ہے۔

وہ دیکھئے گنبد خضراء کے مکین حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ڈیوٹی پر مقرر فرشتے امت کی اس قدر بے حسی، غفلت اور ذلت و نکبت اور مسلمانوں کی عالمی رسوائی کی یہ کربناک اور دردناک رپورٹ سنا رہے ہیں اس اندوہناک خبر سے گنبد خضراء دہل رہا ہے مظلوم امت کے شفیق پیغمبر صلعم پریشان ہو گئے ہیں ان کی روح تڑپ رہی ہے وہ اپنے فدائیوں اور امتیوں کی راہ تک رہے ہیں کہ وہ کب اٹھیں گے اور ملت کی عزت و ناموس سے ذلت و نکبت کے اس سیاہ داغ کو دھوئیں گے۔

حال ہی میں بلوچستان کے ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالصمد صاحب نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور خواب میں حضرت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہوئے موصوف بارہ روز مدینہ منورہ میں رہے آخری رات روتے روتے نیند آگئی تو خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پریشانی کی حالت میں ہیں۔ پیشانی پکڑے ہوئے سر جھکائے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں چاروں طرف سینکڑوں بزرگ علماء بیٹھے رو رہے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ بھی اس مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی ناراضگی کی حالت میں فرمایا کہ پاکستان کے علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنی غفلت کی وجہ سے میرے دین کو پوری دنیا میں رسوا کر دیا شریعت میں مردوں پر عورت کی حکمرانی ممنوع ہے۔"

موصوف نے اس خواب کی روئیداد پر مشتمل ایک مفصل خط حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام لکھا اور آخر پر لکھتے ہیں کہ:

"جب میں آپؐ کی مجلس سے واپس ہونے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکیداً فرمایا کہ "میرا یہ پیغام عبدالحق کے بیٹے سمیع الحق کو پہنچا دیں"۔ موصوف لکھتے ہیں کہ میں سخت بیمار بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں اس لئے بہر صورت بذریعہ خط حضور ص کے پیغام کی امانت پہنچا رہا ہوں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ پیغام محض خواب یا عقیدت پر محمول نہ کیا جائے بلکہ عقیدت پر بھی شریعت غالب رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل بی

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔